RAHAT-UL-QULOOB
Bi-Annual, Trilingual (Arabic, English, Urdu) ISSN: (P) 2025-5021. (E) 2521-2869
Project of **RAHATULQULOOB RESEARCH ACADEMY,**
Jamiat road, Khiljiabad, near Pak-Turk School, link Spini road, Quetta, Pakistan.
Website: www.rahatulquloob.com
Approved by Higher Education Commission Pakistan
Indexing: » Australian Islamic Library, IRI (AIOU), Tahqeeqat, Asian Research Index, Crossref, Euro pub, MIAR, ISI, SIS.

TOPIC

تفسیر آلوسیؒ کی روشنی میں محدثین اور صوفیاء کے مابین اختلافی مسائل کا تحقیقی جائزہ

An Overview of Contentious Issues Between muhaddeseen and Mystics in the light of Tafseer Alusi

AUTHORS

1. Wali Zaman, PhD Scholar, Department of Islamic Studies, University of Science and Technology Bannu, Pakistan.
   Email: walizaman1982@gmail.com
2. Dr. Fakhar ud Din, Lecturer, Department of Islamic Studies, University of Science and Technology Bannu, Pakistan.

How to Cite: Wali zaman, and Dr. Fakhar ud Din. 2022. "URDU: تفسیر آلوسیؒ کی روشنی میں محدثین اور صوفیاء کے مابین اختلافی مسائل کا تحقیقی جائزہ: An Overview of Contentious Issues Between Muhaddeseen and Mystics in the Light of Tafseer Alusi". *Rahat-Ul-Quloob* 6 (1), 109-18. https://doi.org/10.51411/rahat.6.1.2022/405.

URL: http://rahatulquloob.com/index.php/rahat/article/view/405
Vol. 6, No.1 || Jan–Jun 2022 || URDU-Page. 109-118
Published online: 01-01-2022

QR. Code

تفسیر آلوسیؒ کی روشنی میں محدثین اور صوفیاء کے مابین اختلافی مسائل کا تحقیقی جائزہ

An Overview of Contentious Issues Between muhaddeseen and Mystics in the light of Tafseer Alusi

ولی زمان[1] فخر الدین[2]

ABSTRACT

A scholarly review of dissentious tenets between jurisprudents and sufis in the light of "ruhol maani". Mahmood bin Abdullah aloosi is well known scholar of Islamic world. His nickname is shehab u din.His famous books is ruhol maani in tafseer. In this tafseer he described various issues of Islamic education, Such as serf. Nahv, balaghat etc. He also described the dissentious tenets between mofassereen and Sufis. In this article we have mentioned some of such tenets.

Keyword: Tafseer Alusi, Muhaddeseen, Mystics, Contentious Issues.

قرآن پاک کی تشریح و توضیح کے لئے نزول سے لیکر آج تک لفظ "تفسیر" بولا جاتا ہے۔ اور مفسرین عظام نے ہزاروں تفاسیر تصنیف کرائیں ہیں۔ اور ہر مفسر نے قرآن کی تشریح میں ایک امتیازی منہج تالیف اختیار کیا ہے۔ اس سلسلہ میں علامہ الوسیؒ نے بھی ایک منفرد حیثیت کی تفسیر تالیف کیا ہے جو کہ صوفیانہ طرز پر مشتمل ہے۔ اس تفسیر میں علامہ الوسیؒ نے دیگر مسائل کے ساتھ ساتھ طریقت کے مسائل بیان کئے ہیں اور خصوصا وہ مسائل جن میں صوفیاء اور مفسرین عظام کا اختلاف ہے۔ اس تحقیق میں ان دونوں کے مابین اختلافی مسائل کا جائزہ لیا گیا ہے۔

تصوف کا معنی:

لغت میں تصوف کے لفظ کے بابت ماہرین لغت کا اختلاف ہے کہ اس لفظ کا اصل مادہ کیا ہے۔ صاحب صحاح علامہ جوہری نے لکھا ہے کہ یہ لفظ "صفا" سے مشتق ہے، چنانچہ لکھتا ہیں کہ "صفاھو خلاف الکدر[1] یعنی صفا کدورت کے متضاد ہے۔

اسی طرح تصوف کے لغوی معنی کے بابت علامہ قشیری لکھتے ہیں کہ "صف" سے مشتق ہے" گویا کہ تصوف کے حامل صف اول کے لوگوں میں یعنی متقین لوگوں میں سے ہے[2] اور صاحب لسان العرب ابن منظور لکھتے ہیں کہ تصوف لغت میں "الصفو" سے مشتق ہے، پھر لکھتا ہے: "الصفو نقیض الکدر"[3] اور بعض لوگوں کہتے ہیں کہ تصوف لغت میں "الصفہ" سے نکلا ہے۔ جس کی نسبت اصحاب صفہ کی طرف ہے[4]"

تصوف کی اصطلاحی تعریفات کے بابت میں علماء کے مختلف اقوال ہیں۔ جن میں چند تعریفات ذیل میں بیان کئے جائینگے۔

1۔ ابوالحسن علی ہجویریؒ نے علامہ مرتعشؒ کے حوالے سے تصوف کی اصطلاحی یوں نقل کیا ہے۔ کہ: التصوف ھو اسم لحسن الخلق[5]

2۔ شیخ عبد القادرؒ تصوف کے اصطلاحی تعریف کے بابت لکھتے ہیں: "کہ تصوف اللہ تبارک و تعالیٰ کے ساتھ صدق دل سے معاملہ کرنے اور اچھے اخلاق کا مظاہرہ کرنے کا نام ہے"[6]

3۔ علامہ عبد الرحمن السلمیؒ لکھتے ہیں کہ: التصوف ھو الصبر تحت الامر و النہی[7]۔

4۔ علامہ جنید بغدادیؒ لکھتے ہیں: التصوف ھو التعلق مع اللہ بلا علاقۃ۔[8]

5۔اسی معنی کے بابت حضرت امام غزالیؒ یوں لکھتے ہیں:التصوف ھو اخلاص القلب للہ و اخراج الغیر من القلب۔[9]

مختلف مکاتب فکر نے قرآن پاک کی مختلف انداز میں تفاسیر لکھی ہیں۔اسی ضمن میں اہل اللہ یعنی اہل طریقت کا بڑا حصہ ہے۔علامہ آلوسیؒ کی تفسیر روح المعانی کو اسی ضمن ایک منفرد مقام ہے۔

علامہ محمود آلوسیؒ کا تعارف:

اصل نام محمود تھا۔والد کا نام عبد اللہ تھا اور اس کی کنیت ابو الثناء اور شہاب الدین لقب اور نقشبندی، آفندی، آلوسی اور بغدادی کے ناموں سے منسوب ہیں۔ آلوسیؒ نجیب الطرفین یعنی والد اور ماں دونوں اطراف سے اعلی نسب کے حاملین میں سے تھے۔ والد کا سلسلہ نسب حضرت حسین سے اور والدہ کا سلسلہ نسب حضرت حسن سے جاملاہے[10]۔علامہ محمود آلوسیؒ شہر بغداد کے مشرقی محلہ آلوس[11] میں 14 شعبان 1217ھ بوقت شب پیدا ہوئے[12]۔علامہ محمود آلوسیؒ ایک اعلیٰ علمی خاندان سے تعلق رکھتے تھا۔اس لئے انھوں نے تعلیم کی ابتداء اپنے والد محترم عبد اللہ آلوسیؒ سے کی۔اوروالد محترم نے اولا قرآن پاک کی حفظ مکمل کروائی اور پھر دس سال تک علوم دینیہ کی ابتدائی کتب پڑھائی۔والد محترم سے اسباق مکمل کرنے کے بعد بغداد کے قرب وجوار کے جید علماء و محدثین سے مستفیض ہوئے۔

آپؒ تیرہ سال کے عمر کے تھے کہ والد محترم کے مدرسہ دینیہ میں درس وتدریس کا سلسلہ شروع کیا۔اور اہل بغداد اور اس کے قرب وجوار سے تشنگانِ علم یہاں آتے تھے۔اور اپنی علمی پیاس بجھاتے تھے۔اور اس طرح طلباء کرام کا جمِ غفیر بن کر اس سے مستفید ہوتے رہتے[13]۔

تصنیفات و تالیفات:

علامہ محمود آلوسیؒ تدریس وطریقت کے ساتھ ساتھ تصنیفات و تالیفات پر خاص توجہ دینے لگے۔لہذا آپؒ نے ایسے ایسے عنوانات پر قلم کو اٹھائے، جن کو معاشرہ میں اہم نگاہ سے دیکھی جاتی تھی۔اسی وجہ سے علامہ اثریؒ قلم طراز ہے کہ آپؒ کو قلمی کاوش اور حسن تحریر وطرز تصنیف و تالیف اور اسلوب تبیین کی امتیازی حیثیت کے حاصل تھی۔اور ساتھ ساتھ علمی تبحر اور فکری آزادی کا ملکہ بھی حاصل تھا۔علامہ آلوسیؒ کے مکتوب(لکھی ہوئی) رسالہ جات واشعار کے دیوان اور فتاوی جات کے علاوہ 22/ بائیس سے زیادہ تصنیفات و تالیفات موجود ہیں۔جن میں سے زیادہ مشہور مندرجہ ذیل ہیں:

1:روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی۔2:الاجوبۃ العراقیۃ عن الاسئلۃ الارضیۃ۔3:دقائق التفسیر۔4:شرح سلم العلوم وغیرہ۔[14]

تفسیر روح المعانی کا مختصر تعارف:

علامہ آلوسیؒ نے اس تفسیر کا نام اس وقت کے وزیر اعظم علی رضا پاشا نے سے مشورہ کے بعد "روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی" رکھا[15]۔علامہ محمود آلوسیؒ خود سبب تالیف کے بابت لکھتے ہیں کہ میرے ذہن میں باربار یہ سوچ اور خیال آتا تھا کہ اپنے ذہن کے خیالات وافکار کو تحریر کے پنجرے میں بند کرلوں۔میں اسی خیال میں سوچتا تھا کہ 1252ھ میں ایک بہتری الہامی خواب دیکھا اور وہ یہ تھا کہ اللہ تبارک وتعالی نے مجھے ناچیز بندہ کو خواب میں حکم کیا کہ آپ آسمان اور زمین کو لپیٹو اور پھر اس کو طول وعرض میں وسیع پھیلاؤں۔پس میں اپنا دائیں ہاتھ کو آسمان کی طرف بلند کیا اور بائیں ہاتھ نیچے پانی کی مستقر کی طرف کھینچا۔پھر میں اس خواب کی تعبیر کے تلاش

کے گھومتا تھا کہ اچانک مجھے ایک اشارہ ملا کہ اس کی تعبیر قرآن کی تفسیر لکھنا ہے[16]۔ سبب تالیف کے تعبیری اشارہ کے بعد 16 شعبان المبارک 1252ھ بوقت درمیانی شب تفسیر القرآن العظیم کا مبارک آغاز کی توفیق ملا۔ اور تصنیف شروع کیا اور 15 سال مسلسل محنت اور کوشش کے بعد 1267ھ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے تکمیل کی توفیق عطا فرمائی[17]۔

علامہ آلوسیؒ نے اپنی تفسیر میں منتشر علوم کو یکجا کیا ہے۔ علامہ موصوف کا ذوق اہل طریقت اور صوفیانہ تھا۔ اس لئے وہ ایک صوفی باعلم و عمل انسان تھے۔ اس نے تفسیر میں عملی تصوف کے ساتھ علمی مباحث تصوف بھی بکثرت لائے ہیں۔ الغرض وہ خود کبار شیوخ تصوف میں سے مانے جاتے تھے، اس لئے انہوں نے ان مباحث پر جامعیت کے ساتھ بحث کی۔ خصوصاوہ مسائل جن میں صوفیاء اور مفسرین کا اختلاف ہے، اس مقالہ میں ان دونوں کے مابین اختلافی مسائل کا بیان ہے۔

1. اولیاء کو قوۃ التشکل کے اختیار میں اختلاف

اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ جنات، شیاطین اور فرشتوں کی طرح انسان کو قوۃ التشکل کا اختیار ہے یا نہیں۔ اس مسئلہ کے بابت علامہ الوسی لکھتا ہے کہ صوفیاء نے اولیاء کو قوۃ التشکل کا اختیار ثابت کیا ہے "وقد أثبت الصوفية قوة التشكل للأولياء[18]" جبکہ محدثین مطلق انسان کو اس اختیار کا ثابت کرنے کے قائل نہیں ہیں۔ علامہ الوسیؒ لکھتا ہے "وفي ثبوت قوة التشكل للأولياء يخالف كثير من المحدثين[19]"

فرشتوں کی تعریف:

ھوأجسام لطيفة لهم قوة التشكل، والتبدل قادرة على أفعال شاقة، عباد مكرمون مواظبون على الطاعة معصومون عن المخالفة والفسق لا يوصفون بالذكورة والأنوثة[20]"

صاحب روح البیان نے یہ تعریف کیا ہے "والملك جسم لطيف نوراني يتشكل باشكال مختلفة[21]"

جنات کی تعریف:

فلاسفہ کے نزدیک جنات کی کوئی حقیقت نہیں ہے، بلکہ یہ اوہام اور خیالات ہیں۔ اور اہل سنت والجماعت کے مطابق یہ آگ سے بنا ہوا ایک لطیف جسم ہے، جو اپنے اختیار سے اپنی شکل وصورت کو تبدیل کر سکتا ہے۔ جیسا کہ صاحب شرح المختصر لکھتا ہے: ذَهَبِ الْفَلَاسِفَةِ بِعَدَمِ حَقِيقَتِ الجنات، وَإِنَّمَا هُمْ تَخَيُّلَاتٌ وذَهَبِ أَهْلِ الْإِسْلَامِ مِنْ أَنَّ لَهُمْ حَقِيقَةً؛ لِأَنَّهُمْ أَجْسَامٌ نَارِيَّةٌ لَهَا قُوَّةُ التَّشَكُّلِ[22]۔

صاحب بیان المعانی جنات کی تعریف کرتے ہوئے لکھتا ہے: أما ماهية الجنّ فمختلف فيها، فمنهم من قال إن الجن جسم هوائي يتشكل بأشكال مختلفة، ومنهم من قال انها جواهر ليست بأجسام ولا أعراض وتختلف ماهيتها بعضها عن بعض[23]"، فمنها خيّرة كريمة محبة للخيرات، ومنها خسيسة دنيئة شريرة،يوصفون بالذكورة والأنوثة[24]۔ اسی بابت باری تعالیٰ کا فرمان ہے: والجانَّ خَلَقْنَاه مِنْ قَبْلُ مِنْ نَارِ السَّمُومِ[25]۔

صوفیہ کے دلائل:

علامہ الوسیؒ لکھتے ہیں کہ صوفیاء کے ساتھ اس مسئلہ میں بہت سے واقعات ہیں: ولهم في ذلك حكايات مشهورة[26]۔

یہ قوۃ حضرت خضرؑ کو بھی حاصل تھا، جیسا کہ علامہ الوسیؒ لکھتا ہے: أنه لا بدع في أن يكون الخضر عليه السلام قد أعطى قوة التشكل والتصور بأي صورة شاء كجبريل عليه الصلاة والسلام[27]۔ وجہ استدلال یہ ہے کہ حضرت خضرؑ ایک ولی تھے۔ اور ان کو یہ اختیار حاصل تھا، لہذا جب بنی آدم میں ایک مرتبہ ثابت ہوا، تو اولیاء کو ثابت کرنا محال نہیں ہوگا۔

صاحب فیض القدیر لکھتے ہیں کہ جب جنات کو قوۃ التشکل حاصل ہے، تو فرشتوں اور اولیاء کو بطریق اولی حاصل ہوگی۔ وإذا ثبت التشكل في صورة مختلفة في الجن فالملائكة والأولياء أولى[28]۔

ڈاکٹر ذہبیؒ لکھتے ہیں "اولیاء کو قوۃ تشکل کی طرح قوۃ قلب ماہیت بھی کرامت کے طور پر حاصل ہے اور جو کہ تشکل کا ایک صورت ہے۔ جیسا کہ ایک معصوم نامی بزرگ نے ایک منافق سے کہا "اخسأفصار کلباً" اور دوسرے سے کہا عورت بن جاوں۔ تو عورت بن گئی[29]" لہذا جب حقیقت بدل سکتی ہے، تو قوۃ التشکل میں بھی تبدل حقیقت ہے، یہ بھی محال نہیں ہوگا۔

حضرت موسیٰؑ کی لاٹھی سانپ بنی تھی۔ حضرت عکاشہ فرماتے ہیں کہ غزوہ بدر کے دن رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک لاٹھی تھی۔ تو رسول اللہ ﷺ کی توجہ سے تلوار بن گئی۔ قال عكاشة كان معه ﷺ يوم بدر عصا فصارت بيده سيفا صارما[30]۔

محدثین کے دلائل:

علامہ الوسیؒ لکھتا ہے کہ اگر یہ قوۃ کسی انسان کو حاصل ہوتا، تو رسول اللہ کو ہجرت کے دن حاصل ہوتا۔ کیونکہ یہ دن رسول اللہ ﷺ پر انتہائی سخت دن تھا۔ علامہ الوسیؒ ان کے دلیل میں لکھتے ہیں: لو أعطى أحد من البشر هذه القوة لأعطيها ﷺ يوم الهجرة فاستغنى بها عن الغار وجعلها حجابا له عن الكفار[31]۔ لہذا معلوم ہوا کہ یہ قوۃ جب رسول اللہؐ کو حاصل نہیں، تو بنی آدم میں سے کسی کو حاصل نہیں ہوگی۔

انسان اور جنات اور فرشتوں میں ایک اہم فرق یہ ہے کہ جن اور فرشتوں کو یہ حق حاصل ہے اور انسان کو حاصل نہیں ہے۔ جیسا کہ ان کی تعریفات سے معلوم ہوتا ہے۔

علامہ الوسیؒ کا رجحان محدثین کی جانب ہے جیسا کہ انھوں نے لکھا ہے کہ صوفیہ کا مذہب ایک دور احتمال ہے، جن کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ وما ذكر من إعطائه من قوة التشكل احتمال بعيد[32]۔

2. حضرت خضرؑ کی حیات میں اختلاف:

اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ حضرت خضرؑ آج تک زندہ ہے یا نہیں۔ علامہ الوسیؒ امام نوویؒ اور ابن صلاح کے حوالے سے لکھتا ہے کہ جمہور علماء اور تمام صوفیہ کا مسلک یہ ہے کہ زندہ ہے۔ علامہ الوسیؒ لکھتے ہیں کہ: وذهب جمهور العلماء إلى أنه حي موجود بين أظهرنا وذلك متفق عليه عند الصوفية قاله النووي[33] وقال ابن الصلاح: هو حي اليوم عند جماهير العلماء والعامة معهم في ذلك[34]۔

جبکہ محدثین کا مسلک یہ ہے۔ کہ وہ زندہ نہیں ہے بلکہ فوت ہو چکے ہیں علامہ الوسی لکھتا ہے۔ وإنما ذهب إلى إنكار حياته بعض المحدثين[35]۔

محدثین کے دلائل:

باری تعالی فرمان مبارک ہے: وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ أَفَإِنْ مِتَّ فَهُمُ الْخَالِدُونَ[36]۔ اس آیت میں یہ فرمایا ہے کہ کسی انسان کو دائمی زندگی نہیں دی گئی ہے۔ لہذا حضرت خضرؑ کو کیسی دی گئی۔

امام بخاری سے حضرت خضرؑ اور حضرت الیاسؑ کی حیات کے بارے میں پوچھا گیا[37]۔ تو انھوں نے فرمایا کہ یہ کیسے ہو گا۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان مبارک ہے: عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَا مِنْ نَفْسٍ مَنْفُوسَةٍ يَأْتِي عَلَيْهَا مِائَةُ سَنَةٍ وهي يومئذ حية[38]۔ اس حدیث میں رسول اللہؐ نے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ سو/100 سال کے بعد ان زندہ انسانوں میں کوئی زندہ نہیں ہو گا۔ لہذا خضرؑ بھی انسان ہے، تو وہ کیسے زندہ ہو گا

شیخ الاسلام ابن تیمیہ حیات خضرؑ کے بارے میں پوچھا گیا، تو جواب دیا کہ اگر وہ زندہ تھا تو ضرور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوات میں شریک ہوتا، حلانکہ غزوہ بدر کے دن صرف 313 صحابہ شریک تھے، ان میں حضرت خضرؑ نہیں تھا۔

علامہ الوسیؒ لکھتا ہے: وسئل عنه شيخ الإسلام ابن تيمية فقال: لو كان الخضر حيا لوجب علي الخضر أن يجاهد مع النبي صلّى الله عليه وسلّم في الغزوات ويتعلم منه[39]" وقد قال النبي صلّى الله عليه وسلّم يوم بدر اللهم إن تهلك هذه العصابة لا تعبد في الأرض فكانوا ثلاثمائة وثلاثة عشر رجلا معروفين بأسمائهم وأسماء آبائهم وقبائلهم[40] فأين كان الخضر حينئذ[41]۔

صوفیاء کے دلائل:

عن ابن عباس أنه قال: الخضر ابن آدم لصلبه ونسيء له في أجله حتى يكذب الدجال[42]۔ اس حدیث کے نقل کرنے کے بعد علامہ الوسیؒ لکھتا ہے کہ اس طرح احادیثیں کوئی اپنی طرف سے نہیں لاتے۔ ومثله لا يقال من قبل الرأي[43]۔

حضرت علی فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ بیت اللہ کی طواف کر تا تھا کہ ایک آدمی کو دیکھا کہ کعبہ کے پردہ کو پکڑ کر انتہائی عاجزی کے ساتھ دعائیں مانگ رہا تھا۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی سے فرمایا کہ یہ کون ہے تو انھوں نے جواب دیا کہ اللہ کی قسم یہ حضرت حضرؑ تھے[44]۔ حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ حضرت علی نے فرمایا کہ جب رسول اللہؐ وفات ہوئے تو بلند آواز سے نعرہ ہوا کہ محمدؐ کو غسل مت دو، کیونکہ وہ پاک ہے۔ ہم نے کہا آپ کون ہو، رسول اللہؐ نے اس حکم دیا تھا پھر دوبارہ آواز ہوا کہ غسل دیا کرو۔ میں پھر پوچھا کہ آپ کون ہیں ، تو انھوں نے جواب میں فرمایا کہ پہلی آواز ابلیس کا تھا اور دوسرا میرا ہے اور میں حضرؑ ہو، رسول اللہؐ کے جنازے کے لئے آیا ہوں[45]۔

صوفیہ کے جوابات:

صاحب تفسیر روح البیان نے اس آیت کے جواب میں لکھتا ہے کہ خلود سے تابید مراد ہے اور تابید حضرت خضرؑ کو حاصل نہیں ہے کیونکہ قیامت سے پہلے وہ مرے گا۔ والمراد بالخلود هو التأبيد ولا شك ان حياة الخضر وغيره منقطعة عند الصعقة قبل القيامة فيمتنع الخلود[46]۔ صاحب تفسیر روح البیان نے اس حدیث کے جواب میں لکھتا ہے کہ یہ حکم اکثری ہے کلی نہیں ہے۔ کیونکہ بعض صحابہ کی عمریں سو سال سے زیادہ تھی، جیسا کہ سلمان فارسی اور معدی کرب وغیرہ۔ ان هذا الحكم جار على الأكثر ولا حكم للنادر الذي يعيش

فوق المائة فقد عاش سلمان ومعدی کرب وابو طفیل فوق المائة وکانوا موجودین فی ذلك الزمان عند اخباره علیه السلام[47]۔

تجزیہ:

علامہ الوسیؒ آخر میں لکھتا ہے کہ صوفیاء کے قول پر علامہ نووی اور ابن صلاح نے جو اجماع نقل کیا ہے، اس سے مراد وہ اجماع نہیں جو ادلہ اربعہ میں سے ایک دلیل ہے۔ بلکہ صوفیاء کا اجماع مراد ہے۔ وإجماع جماهير العلماء على ما نقل ابن الصلاح والنووي مسلم لكنه ليس الإجماع الذي هو أحد الأدلة الشرعية[48] اس طرح محد ثین نے جو اجماع نقل کیا۔ اس سے بھی ادلہ اربعہ کا اجماع مراد نہیں ہے۔ بلکہ محد ثین کا اجماع ہے۔ ولعل الخصم لا يعتبر أيضا إجماع المشايخ قدست أسرارهم إجماعا هو أحد الأدلة[49]۔ تفسیر روح المعانی کے سیاق و سباق سے معلوم ہوتا ہے کہ علامہ الوسیؒ کا رجحان صوفیہ کی طرف ہے کیونکہ محد ثین کو خصم سے تعبیر کیا ہے۔ ولعل الخصم[50] صوفیاء کے دلائل بارے میں لکھتا ہے کہ مذکورہ تاویل قابل قبول نہیں ہے۔ وحسن الظن ببعض السادة الصوفية فإنهم قالوا بوجوده إلى آخر الزمان على وجه لا يقبل التأويل السابق۔[51] علامہ الوسی لکھتا ہے کہ صوفیاء کے اس جیسے واقعات و دلائل اور شواہد شمار سے باہر ہے: وحكايات الصالحين من التابعين والصوفية في الاجتماع به والأخذ عنه في سائر الأعصار أكثر من أن تحصر وأشهر من أن تذكر[52]۔

3. مفہوم ذکر میں اختلاف (صوفیہ اور اہل سنت والجماعت):

مفہوم ذکر میں صوفیاء اور محد ثین کا اختلاف ہے۔ محد ثین کہتے ہیں کہ ذکر و اذکار سے مراد دن ورات کی تلاوت کلام پاک، علوم الحدیث والقرآن، نوافل، استغفار اور وہ اذکار جو رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہو، ہے"

صاحب ارشیف ملتقی الحدیث لکھتے ہیں: ان الذكر يعد من أركان التصوف، فهو المحدثين قراءة القرآن فى الليل و النهار وفى مجالس العلم. وكذا من صلوات النفل والذكر الواردة عن رسول الله ﷺ والاستغفار من المعاصي[53]۔ جبکہ صوفیاء کے مطابق ذکر کے مفہوم میں مذکورہ عبادات کے ساتھ ساتھ ذکر مجردہ وذکر مفردہ بھی مراد ہے مثلا: لهم سبعة أسماء وهي: 1 لا إله إلا الله. 2 الله. 3 هو. 4 حق. 5 حي. 6 قيوم. 7 قهار[54]- بعض علماء نے لکھا ہے کہ صوفیاء کے نزدیک ذکر وذاکرین کے تین قسمیں ہیں۔ ذکر العوام، 2۔ ذکر الخواص، 3۔ ذکر الخواص الخواص[55]۔ علامہ البانیؒ لکھتے ہیں کہ عوام الناس کا ذکر مذکورہ اہل حدیث کے موافق ہیں اور خواص کا لفظ "اللہ اللہ اللہ" ہے اور خواص الخواص کا ذکر "ههههه" یعنی ضمیر غائب ہے[56]"

مفہوم ذکر:

باری تعالی کا فرمان مبارک ہے: فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ[57]۔ اس کی تفسیر میں علامہ محمود الوسی لکھتے ہیں کہ ذکر کے تین اقسام ہیں۔ لسانی۔ قلبی۔ جوارحی: فلذكر الأول "التسبيح والتحميد وقراءة كتاب الله. والقسم الثانی "الفكر في الدلائل التى هى الدالة على التكاليف وفي الصفات الإلهية والأسرار الربانية. الثالث هو استغراق الجوارح في الأفعال[58]۔

علامہ الوسی لکھتے ہیں کہ قرآن میں اللہ تعالی نے نماز کو بھی ذکر سے تعبیر کیا ہے۔ کیونکہ ذکر کے اقسام ثلاثہ نماز میں موجود ہیں۔ اللہ

تعالیٰ کا فرمان ہے: یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ یَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَی ذِکْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَیْعَ ذَلِکُمْ خَیْرٌ لَکُمْ إِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُونَ[59]۔ علامہ الوسی لکھتے ہیں کہ: ولکون الصلاة مشتملة علی هذه الاقسام الثلاثة سمی الله ذکرا فی الکلام[60]۔

تجزیہ:

علامہ البانی لکھتے ہیں کہ محدثین کے عقائد کے مطابق اقسام ثلاثہ (1۔ذکر الخواص، 2۔ذکر خواص الخواص، 3۔ذکر اہل الشہود) خلاف شرع اور بدعت ہیں اور یہ وہ علماء ہیں جو دین کو صرف صوفیاء کے راستے سے جانتے ہیں۔[61]

جبکہ علامہ الوسی صوفیاء کی تائید میں لکھتے ہیں کہ یہی ذکر موثر فی القلوب ہے اور بہتر ہی ہے۔ومن هٰهنا قال الجنید البغدادیؒ: حقیقة الذکر الفناء بالمذکور عن الذکر[62]۔وقال قدس سره في قوله تعالی: وَقُلْ عَسَی أَنْ یَهْدِیَنِ رَبِّي لِأَقْرَبَ مِنْ هذا رَشَداً[63]۔لہٰذا یہ تینوں اقسام ذکر شریعت کے مطابق ہیں، لیکن اہل باطن ہی جانتے ہیں۔ اہل ظاہر نہیں جانتے۔ علامہ محمود الوسی لکھتے ہیں کہ بعض صوفیاء کے مطابق لفظ "ھوھو" اسماء حسنیٰ میں سے ہیں۔ بلکہ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ لفظ "ھاھا" اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ایک اسم ہے[64]۔ وبعض الصوفیة عد لفظة هو من عداد الأسماء الحسنی -------------لم یرد ذلك في الأخبار المقبولة عند المحدثین[65]۔

نتائج البحث:

علامہ الوسیؒ امام المفسرین وامام المحدثین اور الصوفیاء ہیں۔ ان کی تفسیر کا نام "روح المعانی فی تفسیر القران العظیم والسبع المثانی" ہے جو کہ سلف کی طرز پر متاخرین کی ایک بہترین تفسیر مانا جاتا ہے۔ یہ تفسیر اپنی مانعیت اور جامعیت کے لحاظ تمام سابقہ تفاسیر کا انسائیکلوپیڈیا سمجھا جاتا ہے۔ یہ تفسیر بالماثور اور تفسیر بالرائ دونوں کے لحاظ بہترین تفسیر مانا ہے۔ تمام متقدمین اور سلف صالحین کے آراء کو جمع کیا ہے۔ اور صوفیاء کرام کے اقوال اور مذاہب کو خصوصی طور پر ذکر کئے ہیں۔ اور جگہ جگہ صوفیاء اور مفسرین کے درمیان اختلافی مسائل بھی بیان کئے ہیں۔ جس پر یہ تحقیقی ریسرچ پیپر مشتمل ہے۔ علامہ الوسیؒ صوفی ہونے کے ساتھ ساتھ ہر اختلافی مقام پر حق کی اثبات پر دلائل ذکر کئے ہیں۔ خواہ وہ صوفیہ کا قول کے موافق ہو ہو یا مفسرین کے۔ جیسا کہ اوپر مسائل سے مشاہدہ ہوا ہے۔

حوالہ جات

[1] جوہری، اسماعیل بن حماد، الصحاح تاج اللغہ وصحاح العربیۃ، قاہرہ، دار العلم، بیروت، 1408ھ، ج1، ص2401

[2] القشیری، عبد الکریم بن ھوازن، ابو القاسم، الرسالۃ القشیریہ، جامع الدرویشیہ دمشق، 1451ھ، ج3، ص4

[3] ابن منظور، محمد، لسان العرب، قاہرہ، دار صادر، بیروت، ج14، ص462

[4] ابو سعید، محمد بن محمد، بریقۃ المحمودیہ فی شرح طریقۃ المحمدیۃ، مطبعۃ الحلبی مصر، 1438ھ، ج1، ص109

[5] ہجویری، علی بن عثمان، سید، ترجمہ کشف المحجوب از محمد الطاف نیروی، کاروان پریس دریامار کیٹ، لاہور، 2001ء، ص58

[6] جیلانی، سید عبد القادر، غنیۃ الطالبین، المیزان پبلیکیشنز، لاہور، 2004ء، ص597

[7] السلمی، عبد الرحمان، الرسالۃ القشیریہ، القاہرہ، دار المعارف، بیروت، 2000ء، ج1، ص83

[8] السلمی، عبد الرحمان، الرسالۃ القشیریہ، القاہرہ، دار المعارف، بیروت، 2000ء، ج2، ص441

[9] الغزالی، محمد، ابو حامد، احیاء علوم الدین، دار المعرفۃ، بیروت، س۔ن، ج2، ص250

[10] الذہبی، حسین، محمد؛ التفسیر والمفسرون، مکتبہ وھبیۃ، القاہرۃ، (س۔ن)، ج1، ص250

[11] شہاب الدین، ابو عبد اللہ، یاقوت، معجم البلدان، دار صادر، بیروت، 1995ء، ص246

[12] کحالہ، عمر رضا، معجم المولفین، دار صادر، بیروت، 1995ء، ج2، ص175

[13] معجم المولفین، ج2، ص175

[14] التفسیر والمفسرون، ص251

[15] الآلوسي، شهاب الدین، محمود، روح المعاني في تفسیر القرآن العظیم والسبع المثاني، دار الکتب العلمیة، بیروت، سن 1415ھ، ج1، ص5

[16] فرید، محمد، تاریخ دولۃ العثمانیۃ، دار النقائض، بیروت، 1981ء، ج1، ص398

[17] تفسیر روح المعانی، ج1، ص5

[18] تفسیر روح المعانی، ج8، ص306

[19] ایضا

[20] الكوراني، شهاب الدين أحمد بن إسماعيل، الدرر اللوامع في شرح جمع الجوامع، الجامعة الإسلامية، المدينة المنورة السعودي، 1429ھ-2008م

[21] أبو الفداء، إسماعيل حقي بن مصطفى، تفسیر روح البیان، دار الفکر-بیروت، ج7، ص113

[22] الخرشي المالكي، محمد بن عبد الله أبو عبد الله، شرح مختصر خلیل للخرشي، دار الفکر للطباعة، بیروت، ج1، ص164

[23] آل غازي العاني، عبد القادر بن محمود، بیان المعاني، مطبعة الترقي دمشق، 1965ء، ج2، ص8

[24] بیان المعاني ایضا

[25] الحجر27

[26] تفسیر روح المعانی، ج8، ص306

[27] ایضا

[28] زین الدین، محمد، عبد الرؤوف بن تاج العارفین، فیض القدیر شرح الجامع الصغیر، المکتبة التجاریة مصر، 1356ھ، ج3، ص169

[29] التفسیر والمفسرون، ج2، ص157

[30] الملا القاري، علي بن محمد، أبو الحسن نور الدین، شرح الشفا، دار الکتب العلمیة بیروت، 1421ھ-، ج1، ص157

[31] تفسیر روح المعانی، ج8، ص306

[32] ایضا

[33] تفسیر روح المعانی، ج8، ص303

[34] ایضا

[35] ایضا

[36] الاسراء34

[37] حمزة، محمد قاسم، منار القاري شرح مختصر صحيح البخاري، مكتبة دار البيان، دمشق، 1990م

[38] أحمد، أبو عبد الله، بن محمد، مسند الإمام أحمد بن حنبل، مؤسسة الرسالة، 2001م

[39] تفسير روح المعاني، ج8، ص302

[40] النيسابوري، مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشيري، المسند الصحيح للمسلم، دار إحياء التراث، بيروت، ج3، ص1383

[41] تفسير روح المعاني8/302

[42] عمدة القاري العيني، أبو محمد محمود بن أحمد، بدر الدين، عمدة القاري، إحياء التراث العربي-بيروت

[43] تفسير روح المعاني، ج8، ص302

[44] تفسير روح المعاني، ج8، ص304

[45] شمس الدين، محمد بن عمر، المجالس الوعظية في شرح أحاديث من صحيح البخاري، دار الكتب العلمية، بيروت، 2004م، ج2، ص135

[46] روح البيان، ج5، ص268

[47] ايضا

[48] تفسير روح المعاني، ج8، ص307-308

[49] ايضا

[50] تفسير روح المعاني، ج8، ص308

[51] تفسير روح المعاني، ج8، ص309

[52] تفسير روح المعاني، ج8، ص304

[53] أرشيف ملتقى أهل الحديث 1، في 7 رمضان 1429ه-=7 سبتمبر 2008م، ص51 / 146 : http://www.ahlalhdeeth.com

[54] ايضا51 / 146

[55] مجلة البحوث الإسلامية-مجلة دورية تصدر عن الرئاسة العامة لإدارات البحوث العلمية والإفتاء والدعوة والإرشاد، ج12، ص280

[56] الألباني، ناصر الدين، محمد، دروس للشيخ محمد ناصر الدين الألباني، 1420ھ، ج33، ص11

[57] البقرہ152

[58] تفسير روح المعاني، ج1، ص417

[59] الجمعة09

[60] تفسير روح المعاني، ج1، ص417

[61] دروس للشيخ محمد ناصر الدين الألباني، ج33، ص11

[62] تفسير روح المعاني، ج8، ص247

[63] الكهف24

[64] تفسير روح المعاني، ج15، ص516

[65] ايضا